تحریر: فیض احمد بھٹی جہلم

# انکارِ حدیث کا بہانہ اور اس کا انجام

﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله ومن تولىٰ فما أرسلنٰك عليهم حفيظاً﴾ (النساء:۸۰) ترجمہ: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی اطاعت (بات تسلیم) کی، گویا کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو کوئی اس بات سے پھر گیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا۔''

بات بالکل واضح ہے کہ ہر معاملہ میں جس نے بھی آپؐ کی بات مان لی تو درحقیقت اس نے اللہ ہی کی بات مان لی۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ہر بات اللہ کی ہی بات ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وما ينطق عن الهوىٰ ٥ إن هو إلا وحي يوحىٰ﴾ (النجم:۳۔۴) یعنی: بقول شاعر

مصطفیٰؐ ہرگز نہ گفتہ تا نہ گفتہ جبرائیلؑ     جبرائیل ہرگز نہ گفتہ تا نہ گفتہ کردگار

مگر بعض لوگوں کی سمجھ میں بات نہ آ سکی۔ انہوں نے اللہ کی اطاعت کو تو تسلیم کر لیا جبکہ اطاعتِ رسولؐ سے روگردانی اختیار کی پھر بعض نے واضح طور پر حدیث کا انکار کیا اور بعض نے واضح تو نہ کیا مگر انکارِ حدیث کا بہانہ بنالیا نتیجتاً نقصان ہی نقصان اور کچھ نہیں .... جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: (ان رجلاً أكل عند رسول الله ﷺ بشماله، فقال: كل بيمينك، قال: لا استطيع، قال: لا استطعت، ما منعه إلا الكبر فما رفعها إلى فيه) (صحیح مسلم) ترجمہ: ''بیشک ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ تو اس نے جواباً کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے (حدیث رسولؐ) پر عمل سے صرف تکبر نے روک دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے دائیں ہاتھ کو کبھی منہ تک نہ اٹھا سکا۔''

**وضاحت**: معلوم ہوا کہ اس نے اس حدیث پاک کہ جس میں آپؐ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' کا انکار کرتے ہوئے بہانہ یہ کیا کہ جی میرے دائیں ہاتھ میں طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس منکرِ حدیث کو بہانۂ انکارِ حدیث پر کتنی بڑی سزا دی ہے۔ ''عاقلاں را اشارہ کافی است'' کے مصداق ہمارے لئے ایک ہی مثال کافی ہے جو کہ اس بات پر شاہد ہے کہ اگر صرف بہانہ انکارِ حدیث کیلئے ہو تو تب بھی نقصان اٹھانا پڑے گا اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چہ جائیکہ کھلا انکارِ حدیث کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین